98775 ـ نشئی کی طلاق کا حکم

سوال

ايك شخص نشہ كرتا اور بيوى كو زدكوب كرتا رہا اور زبانى طور پر اسے كئى بار طلاق ديتا ہے، جيسا كہ وہ كہے: تجھے تين طلاقيں " اور وہ اس وقت ہوش ميں نہ ہو اور بعد ميں وہ بيوى سے صلح كر لے.
ليكن اب وہ شخص اپنے پروردگار كے سامنے توبہ كر چكا ہے اور نماز كى پابندى كرتا اور اپنے كيے پر نادم ہے، شريعت كا اس سلسلہ ميں كيا حكم ہے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

نشئى كى طلاق ميں اہل علم كا اختلاف پايا جاتا ہے جب كوئى شخص نشہ آور اشياء مثلا شراب نوشى وغيرہ كرتا ہو تو كيا اس كى طلاق واقع ہوگى يا نہيں ؟

اس ميں دو قول ہيں:

پہلا قول:

اس كى طلاق واقع ہو جائيگى، امام ابو حنيفہ اور امام مالك رحمہم اللہ كا يہى قول ہے، اور امام شافعى اور امام احمد رحمہم اللہ كا بھى ايك قول يہى ہے.

ان كا كہنا ہے كہ: اس ليے كہ اس كى عقل مصيت و نافرمانى كى بنا پر عقل زائل ہوئى ہے، اس ليے بطور سزا اور عقاب اس كى طلاق واقع ہوگى كيونكہ اس نے معصيت كا ارتكاب كيا ہے.

ديكھيں: المغنى ابن قدامہ (7 / 289) انہوں نے كئى ايك دلائل سے استدلال كيا ہے.

دوسرا قول:

اس كى طلاق واقع نہيں ہوگى، ظاہريوں كا مسلك يہى ہے اور امام احمد اور امام شافعى رحمہما اللہ كا دوسرا قول ہے، اور امام احمد كا مستقل قول يہى ہے كہ يہ طلاق واقع نہيں ہوگى انہوں نے درج ذيل دلائل سے استدلال كيا ہے:

1 ـ اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

اے ایمان والو تم نشہ کی حالت میں نماز کےقریب مت جاؤ، حتی کہ جو کہہ رہے ہو اسے تم جاننے لگو النساء (43).

چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالی نے نشئ کی بات کو غیر معتبر قرار دیا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہی نہیں کہ وہ کیا کہہ رہا ہے.

2 - صحیح حدیث میں وارد ہے کہ ایك شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور زنا کا اقرار کیا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کیا شراب نوشی کی ہے ؟ "

تو ایك شخص نے اٹھ کر اس آدمی کا منہ سونگھا تو اسے شراب کی بو نہ آئی "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1695).

یہ حدیث اس کی دلیل ہے کہ اگر اس نے شراب نوشی کی ہوتی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اقرار کو قبول نہ کرتے، اس لیے اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی.

3 - اس لیے کہ عثمان بن عفان اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہم کا قول بھی یہی ہے اور صحابہ کرام میں اس قول کا کوئی مخالف نہیں.

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے: مجنون اور پاگل اور نشئ کی طلاق نہیں، اور ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کا قول ہے: نشئ اور جبر کردہ شخص کی طلاق جائز نہیں.

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں: عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے یہ ثابت ہے اور ہمارے علم میں کوئی بھی صحابی اس میں ان کا مخالف نہیں.

4 - اس لیے کہ وہ مفقود الارادہ ہے لہذا وہ مکرہ یعنی جبر کیے گئے شخص کے مشابہ ہوا.

5 - اور اس لیے بھی کہ اس کی عقل زائل ہے، لہذا وہ مجنون اور سوئے ہوئے شخص کے مشابہ ہوا.

6 - اس لیے کہ مکلف ہونے کے لیے عقل شرط ہے اور جو سمجھ ہی نہ رکھے وہ مکلف نہیں ہوتا.

دیکھیں: مجلة البحوث الاسلامیة (32 / 252) الموسوعة الفقهية (29 / 18) الانصاف (8 / 433).

دوسرے قول کو بہت سارے اہل علم نے راجح قرار دیا ہے مثلا شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہم اللہ اور معاصرین علماء میں سے شیخ ابن باز اور شیخ ابن عثیمین رحمہم اللہ نے یہی فتوی دیا ہے.

شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

کیا نشئ کی طلاق واقع ہو جائیگی ؟

اور اگر واقع ہو گی تو کیا اس کے ظالمانہ تصرفات مثلا زنا قتل اور چوری وغیرہ پر اس کا محاسبہ اور مؤاخذہ ہوگا، اگر ایسا ہی ہے تو پھر دونوں حالتوں میں کیا فرق ہے ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" نشئ کی طلاق واقع ہونے میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے، جمہور علماء کرام کے ہاں اس کی طلاق واقع ہو جائیگی اور اس کے افعال پر اس کا مؤاخذہ بھی ہوگا، اور اس کی معصیت و نافرمانی طلاق ساقط کرنے میں عذر ثابت نہیں ہوگی.

اسی طرح اس کے غلط افعال یعنی قتل یا چوری یا زنا وغیرہ پر اس کا مؤاخذہ کرنے میں عذر ثابت نہیں ہوگا.

لیکن بعض اہل علم کہتے ہیں کہ نشئ کی طلاق واقع نہیں ہوگی، خلیفہ راشد عثمان رضی اللہ تعالی عنہ سے یہی منقول ہے کیونکہ اس کی عقل نہیں اس لیے اس کے ان افعال پر جو دوسروں کو ضرر دیں مؤاخذہ نہیں ہوگا.

اور پھر طلاق تو اسے بھی اور اس کے علاوہ دوسرے کو بھی ضرر دیتی ہے اس لیے اس پر اس کا مؤاخذہ نہیں کیا جائیگا، کیونکہ نشئ کی سزا تو کوڑے ہیں نہ کہ اس کی سزا میں طلاق واقع کرنا ہے.

اور اسی طرح اس کا غلام آزاد کرنا اور باقی سارے تصرفات مثلا بیع و شراء اور ہبہ وغیرہ سب باطل ہیں.

رہا اس کے اعمال پر اس کا مؤاخذہ تو ان پر اس کا مؤاخذہ کیا جائیگا، اور نشہ اس کے لیے عذر نہیں نہ تو زنا میں اور نہ ہی چوری اور قتل میں، اور نہ کسی دوسرے عمل میں، کیونکہ افعال پر عاقل اور غیر عاقل انسان دونوں کا مؤاخذہ کیا جائیگا.

اور اس لیے بھی کہ ہو سکتا ہے وہ نشہ کو اللہ کی حرام کردہ اشیاء اور برائی میں وسیلہ بنا لے، اور اسے دلیل بنا کر برے کام کرنے لگے، اس طرح ان معاصی کے احکام ضائع ہو جائیں، لہذا اہل علم اس پر متفق ہیں کہ اس کے افعال پر اس کا مؤاخذہ کیا جائیگا.

رہا قول تو صحیح یہی ہے کہ نشئ کے قول کو نہیں لیا جائیگا، جب یہ علم ہو جائے کہ اس نے نشہ کی حالت اور مدہوش ہونے کی حالت میں طلاق دی ہے تو طلاق واقع نہیں ہوگی، اور اسی طرح اگر نشہ کی حالت میں اس نے غلام آزاد کر دیا تو آزاد نہیں ہوگا، یا پھر نشہ کی حالت میں مالی تصرف کیا تو اس کو بھی نہیں لیا جائیگا، اور اسی طرح نشہ کی حالت میں کئی گئی بیع و شراء اور وہ سب تصرفات جن کا تعلق عقل سے ہے وہ واقع اور ثابت نہیں ہونگے.

کیونکہ یہ اس کے قولی تصرفات میں شامل ہوتے ہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں، اور اعتماد بھی اسی پر ہے اور ہم اسی کا فتوی دیتے ہیں وہ یہ کہ جب ثابت ہو جائے کہ وہ طلاق کے وقت نشہ کی حالت میں تھا تو اس کی طلاق واقع نہیں ہو گی، اس لیے کہ عقل پر پردہ تھا.

لیکن اگر وہ گنہگار نہ ہو مثلا کسی نے نشہ آور مشروب پلا دیا اور اسے علم ہی نہ تھا کہ اس میں نشہ ہے، یا پھر اس پر جبر کیا گیا اور جبرا اسے نشہ والا مشروب پلا دیا گیا تو وہ گنہگار نہیں، اس حالت میں سب کے ہاں طلاق واقع نہیں ہو گی؛ کیونکہ اس کا نشہ قصدا نہ تھا، لہذا اس پرعمل نہیں ہوگا بلکہ وہ مظلوم یا پھر دھوکہ دیا گیا ہے " انتہی

دیکھیں: فتاوی الطلاق (29).

مزید آپ الشرح الممتع (10 / 433) طبع الكتبة التوفيقية کو بھی دیکھیں.

اس بنا پر مذکورہ بیوی کو طلاق نہیں ہوگی، ہم اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہیں جس نے خاوند کو توبہ کی توفیق سے نوازا، اور اسے استقامت کی راہ دکھائی، اللہ تعالی سے اپنے اور اس کے لیے ثابت قدمی کی دعا کرتے ہیں.

واللہ اعلم .